محمدی کی تشریح موثر و دلنشین انداز میں تحقیق و بصیرت کے ساتھ کی گئی ہے اور اس میں بھی مصنف نے زیادہ تر مذکورہ بالا ائمہ ثلاثہ کے ہی ارشادات و افادات کو خوش اسلوبی کے ساتھ کے قالب میں منتقل کر دیا ہے

کاروان از حضرت روش صدیقی۔ عمدہ اور جلی ٹائپ۔ تقطیع متوسط۔ ضخامت ۸۳ صفحے کاغذ اعلیٰ قیمت درج نہیں پتہ :۔ مکتبہ جامعہ لمیٹڈ جامعہ نگر دہلی (۲) مکتبہ برہان اردو بازار۔ دہلی

حضرت روش صدیقی ان ارباب فکر شعرا میں سے ہیں جن کے ہاں سنجیدہ فلسفیانہ فکر کے ساتھ حسن شعر و تخیل کے بھی جملہ اوصاف و لوازم پائے جاتے ہیں۔ زیر تبصرہ نظم موصوف کی ایک طویل اور مسلسل نظم ہے جس میں ایک فلسفی اور شاعر کا مکالمہ زندگی کی حقیقت پر بڑی اور عمدگی سے قلمبند کیا گیا ہے، فلسفی دریافت کرتا ہے

ہم نفس کب تک فریب اعتبار این و آں آخرش کیا ہے مراد زندگی رائگاں

اس شعر سے دونوں میں سوال و جواب اور پھر اس پر جرح و قدح۔ اور تشریح توضیح کا سلسلہ شروع ہوتا ہے اور علم و عمل کے محاسن و فضائل اور ان کی خامکاری و تشنہ پر سیر حاصل گفتگو ہوئی ہے آخر کار شاعر کے جوابات کی تان اس بند پر ٹوٹتی ہے۔

زندگی زنگار آئینہ ہے، آئینہ ہے عشق سنگ ہے معمورۂ کونین اور شعلہ ہے عشق
علم بربط ہے۔ عمل مضراب ہے۔ نغمہ ہے عشق ذرہ ذرہ کارواں ہے عشق خضر کارواں

اس نظم میں شاعر نے زندگی کا جو فلسفہ پیش کیا ہے اس سے پہلے اقبال مرحوم بھی اس کو مختلف اسالیب بیان سے متعدد مقامات پر بیان کر چکے ہیں لیکن دونوں میں فرق یہ ہے کہ اقبال عشق کی اہمیت بیان کرتے ہیں تو دوسری چیزیں تقریباً مدھم پڑ جاتی ہیں اور جناب روش علم و عمل و عشق ان تینوں کے حسین امتزاج کو زندگی کی شاہراہ کہتے ہیں پھر اقبال اس مسئلہ پر گفتگو کرتے وقت بہ نسبت شاعر کے فلسفی زیادہ بن جاتے ہیں اور روش کے فلسفہ پر شاعر غالب رہتی ہے۔ بہرحال نظم صورت و معنی، حسن تخیل، زور بیان، ندرت تراکیب و اسالیب اور عمق کے اعتبار سے اردو شاعری کا ایک حسین و بلند پایہ شاہکار ہے۔ امید ہے کہ ارباب ذوق اس کی قدر کر